خدا کی طرف بڑھنے والے ہوں گے تو کسی کا غیظ و غضب آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 راگست 1997ء بمقام کانفرنس ہال برلن۔ جرمنی)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

الحمدللہ کہ امسال میرا جرمنی کا دورہ خدا کے فضل کے ساتھ بہت مفید اور بھرپور رہا ہے اور اس ضمن میں مَیں ساری جماعت احمدیہ جرمنی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں خصوصیت سے انہوں نے امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق ساری دنیا سے آنے والے مہمانوں کا بہت ہی خیال رکھا ہے۔ مہمانوں کو صرف ایک شکایت رہی ہے کہ ضرورت سے زیادہ خیال رکھا ہے، کم کی شکایت میرے سننے میں نہیں آئی اور ضرورت سے زیادہ کی شکایت خود مجھے بھی پیدا ہوئی اور مجبوراً مجھے پھر کچھ اقدام کرنے پڑے۔ باقی مہمانوں سے جو چاہیں تکلف کریں مجھ سے تکلف نہ کیا کریں کیونکہ میرے مزاج کے خلاف ہے۔ مجھے سادہ، عام Disposable برتن کافی ہیں بجائے اس کے کہ بڑے بڑے ڈشوں کے طومار لگائے جائیں اور آپ ہمیشہ سے مجھے جانتے ہیں جیسی میری طبیعت ہے ویسا ہی میرے سے سلوک کیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے اس دفعہ چونکہ انگلستان کے جلسے میں بہت اچھا کام تھا تو جماعت جرمنی یہ ارادہ لے کر آئی تھی کہ ہم نے مہمان نوازی کی حدیں توڑ دینی ہیں، تو حدیں توڑتے رہیں بے شک ارد گرد، مگر اس کے ٹوٹنے کی مجھے آواز نہ آیا کرے۔ بہر حال جہاں تک کوشش کا تعلق ہے اور محنت کا اور مجھے خوش کرنے کے خیال کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے ہر بھرپور کوشش کر دیکھی کہ مجھے خوش رکھیں حالانکہ میں اس کے بغیر بھی خوش رہتا بلکہ زیادہ خوش رہتا۔

جہاں تک دوروں کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر کوشش کی گئی کہ میرے وقت کا پورا حساب لیا جائے اور میں نے بھی جہاں تک حساب دینے کا تعلق ہے اپنی طرف سے پورا حساب دیا ہے اور اس تھوڑے سے عرصے میں اتنی زیادہ ملاقاتیں اور مختلف مجالس ہوئی ہیں کہ جب مڑ کے دیکھتا ہوں تو لگتا ہے بہت لمبا عرصہ گزر گیا ہے مگر ابھی دو ہفتے بھی نہیں ہوئے۔ بہر حال یہ وقت ہمارا نہیں خدا تعالیٰ کا وقت ہے اور خدا تعالیٰ نے جو نئی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی ہیں ان کو ہم نے بہر حال پورا کرنا ہے اور ساری جرمنی کی جماعت اتنا مصروف رہی ہے اور ان تھک طور پر مصروف رہی ہے کہ مجھے ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کس طرح انہوں نے اتنے بڑے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ایسے علاقوں میں بھی جہاں جماعت کی نفری، جماعت کی تعداد ستر (70) کلومیٹر پہ پھیلی پڑی تھی وہاں بعض شہروں میں مجالس لگائی گئیں جن میں غالباً ایک بھی احمدی نہیں تھا۔ مگر ان سب نے مل کر کام کو ایسا سنبھالا جیسے وہیں کے رہنے والے ہوں اور ان کی بار بار کی اپیلوں کی وجہ سے وہ لوگ جو احمدیت سے بالکل شناسا نہیں تھے وہ بھی ایسی مجلسوں میں آتے رہے۔ پس سب سے پہلے تو میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں آپ نے بہت ہی محنت فرمائی، بہت کوشش کی اور ایسی کوشش ہے جو ختم ہونے والی نہیں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تبلیغ کو جتنے پھل لگ رہے ہیں وہ اب آپ کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ پھل لگنا ہی کافی نہیں ہوا کرتا پھلوں کی نگہداشت بڑی ضروری ہوتی ہے، ان کو سنبھالنا، ان سے آگے استفادے کرنا۔ غرضیکہ وقت خود آپ کو ایسی روش پر ڈال چکا ہے جس سے پیچھے ہٹنے کا اب کوئی سوال نہیں رہا۔ اب تو دن بدن آگے بڑھنا ہے اور ساری زندگی اس کام میں جھونک دینی ہے کیونکہ جتنے بڑے کام یہاں شروع ہو گئے ہیں ویسے شاید ہی کسی اور ملک میں اس شدت کے ساتھ اور اس سے زیادہ مصروفیت کے ساتھ شروع ہوئے ہوں جیسا کہ جماعت جرمنی نے اس نئے دور میں ایک بناء ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بناء کو مضبوط تر کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جو خدمت دین کی عمارت ہے اس کو بلند و بالا کرتا چلا جائے اور ہر منزل قوی تر ہو اور ہر منزل پہ بلندی کا احساس جو قرب الٰہی کا احساس ہے جب ہم دین کی باتیں کرتے ہیں تو بلندی کے معنی صرف عام بلندی نہیں بلکہ قرب الٰہی کا احساس ہے، خدا کرے یہ احساس بڑھتا رہے۔

اس ضمن میں آج کے خطبہ کے لئے جو میں نے موضوع چنا ہے وہ قرآن کریم کی آیت ہے وَالَّذِیۡنَ

جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:70) کہ یقیناً وہ لوگ جو ہماری ذات کے اندر، ہمارے اندر محنت کرتے ہیں جَاهَدُوْا فِيْنَا کا مطلب ہمارے بارے میں محنت کرتے ہیں اور ہماری ذات میں سفر کرتے ہیں دونوں معنی ہیں۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم وعدہ کرتے ہیں کہ لازماً، یقیناً ہم انہیں خود اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ لازماً احسان کرنے والوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

اس آیت کو موضوع بنا کر میں اس سے پہلے بعض خطبات دے چکا ہوں لیکن آج کے خطبہ کے لئے میں نے محض ایک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی عبارت کا انتخاب کیا ہے جس میں آپ نے بالآخر اسی آیت سے اپنی نصیحتوں کا تعلق جوڑا ہے اور اس آیت کا ایک لطیف معنی اس رنگ میں پیش فرمایا ہے کہ جس کا اطلاق خاص طور پر جماعت جرمنی پر ہوتا ہے۔ پس جماعت جرمنی کے حوالے سے آج کے خطبہ میں یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریح کے مطابق موضوع بنائی گئی ہے۔ اب میں آپؑ کی عبارت شروع کرتا ہوں، فرماتے ہیں:

> ''میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں''۔

اب چونکہ یہ بیعتوں کا دور ہے اور کثرت سے بیعتیں ہو رہی ہیں تو اس نصیحت کو آپ کو ہر بیعت کنندہ کو پہنچانا چاہئے۔ اکثر ان میں سے یہاں موجود نہیں ہوں گے اکثر ایسے ہوں گے جو شاید سن بھی نہ سکیں مگر اس کے مختلف زبانوں میں تراجم ہونے چاہئیں۔ مختلف زبانیں بولنے والوں کو اگر ممکن ہو تو آڈیو ویڈیو کے ذریعے بھی یہ پیغام پہنچایا جائے۔ غرضیکہ نئے آنے والے اور بیعت کنندہ کی ذمہ داری اب آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور جو کچھ ان کو فرمانا چاہتے ہیں وہ اس عبارت میں آپ نے فرما دیا ہے اور یہ آنے والوں کیلئے نصیحت کی جان ہے اگر اس کو بعینہٖ اسی طرح جیسا کہ حق ہے سمجھا کر یعنی بعینہٖ سے مراد یہ نہیں کہ لفظاً لفظاً، لفظ ہوں تو ساتھ تشریح بھی ہو، اگر اس طرح آپ نئے آنے والوں کو یہ پیغام پہنچا دیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آئندہ سالوں میں بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی بہتر سکت پا سکیں گے۔ فرماتے ہیں:

> ''میں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز

کلمات کہنا چاہتا ہوں یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی‘‘۔

بیعت کے نتیجے میں ایک بیج بویا گیا ہے اور بیج کس چیز کا بویا گیا ہے اعمال صالحہ کا۔ پس ہر بیعت ایک بیج کی طرح ہے جو زمین میں گاڑی گئی ہے اور اس سے اعمال صالحہ کا درخت پھوٹنا چاہئے۔ یہ بہت ہی لطیف تشریح ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے اور حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر، یوں لگتا ہے جیسے اس دور کی بیعتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک بہت ہی اعلیٰ، عمدہ اور مرکزی نصیحت فرمادی ہے۔

’’یہ بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی جس طرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے پھر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اس کو ختم کر دے اور آئندہ آب پاشی اور حفاظت نہ کرے تو تخم بھی ضائع ہو جاوے گا‘‘۔

یعنی تخم ریزی کے نتیجے میں مزید اگنا تو درکنار وہ تخم جو مٹی میں گاڑا گیا وہ بھی ضائع ہو جائے گا یعنی کچھ بھی آپ کے ہاتھ نقصان کے سوا نہیں آئے گا۔

پس اصل کام بیعتوں کے بعد شروع ہوتا ہے۔ پہلے بھی کام اصلی ہے یعنی اچھے بیج کی تلاش بہت بڑا کام ہے لیکن دو دور ہیں جو بیج آپ نے پکڑا اور چنا وہ دنیا کی نمائندگی کر رہا تھا اس کو اپنے اختیار میں لے لیا اور اسے اعمال صالحہ کا درخت لگانے میں استعمال کرنا ہے یہ ہے اصل کام۔ فرماتے ہیں:

’’اسی طرح انسان کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے۔ پس اگر انسان نیک عمل کر کے اس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع ہو جاتا ہے‘‘۔

یہ دوسری نصیحت اس میں یہ فرمائی گئی ہے کہ اتفاقاً بھی نہیں بعض دفعہ بیج لگا کر آپ بھول جائیں تو وہ پنپ ہی جاتا ہے۔ کئی دفعہ غلطی سے زمیندار چھٹا مارتا ہے تو کھیتوں کے کناروں پر یا کچھ باہر بیج لگتے ہیں اور اُگ بھی آتے ہیں اور پل بھی جاتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوسری بات یہ بیان فرما رہے ہیں کہ شیطان لگا رہتا ہے یعنی مومن جب بیج لگاتا ہے اور اس کی آب پاشی کرتا

ہے تو اس کو اس کے باوجود بھی خطرہ ہے کیونکہ شیطان کی نظر ہے مومن کے پھلوں پر، مومن کے لگائے ہوئے پودوں پر اور وہ ضرور انہیں خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

چنانچہ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ شیطان جن کا پیشہ ہی جماعت احمدیہ کے لگائے ہوئے بیجوں کو خراب کرنا ہے مسلسل اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ایسا ہو اور اس کے لئے منصوبے بناتے ہیں، اس کے لئے لٹریچر تیار ہوتا ہے، اس کے لئے غیر ملکوں سے ان کو مالی امداد ملتی ہے اور آپ سمجھ رہے ہیں کہ خاموشی سے کام ہو رہا ہے حالانکہ دشمن آپ پر نظر رکھے ہوئے ہے، آپ کی ہر حرکت پر۔ اسے اسلام کی کسی اور کامیابی کی فکر نہیں، اسلام کے دنیا میں پنپنے کی اس کو فکر نہیں، اس کو نیکی کے پنپنے کی کوئی فکر نہیں، اس کو فکر ہے تو یہ ہے کہ نیکی کیوں پنپ رہی ہے۔ نیکی کو پنپنے میں مدد دینے کی کوئی فکر نہیں مگر جہاں بھی نیکی پنپے گی وہاں شیطان نے ضرور اثر دکھانا ہے اور ازل سے ایسا ہی چلا آ رہا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسی حقیقت کی طرف آپ کی توجہ مبذول فرما رہے ہیں جو ابتدائے آفرینش سے، آدم کے زمانے سے اسی طرح چلی آئی ہے۔ جب بھی زمین میں نیکی کا بیج بویا جائے گا شیطان نے ضرور حرکت کرنی ہے اور اس کو ثمرات سے محروم کرنے کے لئے یا جڑوں سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے جو کچھ اس کی پیش جا سکتی ہے وہ ضرور ایسا کرے گا۔

”یاد رکھو بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے“۔

بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت ہوتی ہے عموماً الفاظ میں تو توبہ ہے مگر بیعت کنندہ کو یہ احساس دلانا کہ تم توبہ کا جو اقرار کرو گے اس میں ایک برکت ہوگی اس لئے اس اقرار کو دل و جان سے کرو اور تفصیل سے کرو۔ اپنے دل پر، اپنی سابقہ زندگی پر نظر ڈالتے ہوئے خیال کرو کہ تم کیا کر رہے ہو اگر اس طرح تم توبہ کرو گے تو اس توبہ میں برکت ہوگی۔

پس یہ ایسی توبہ ہے جیسے بیج لگانے سے یا گٹھلی لگانے سے پہلے زمیندار اس کو دواؤں میں ڈالتا ہے اور ہر طرح سے دیکھ لیتا ہے کہ کوئی گندہ اثر پرانی حالت کا اس میں نہ پایا جائے مثلاً بعض گٹھلیوں کے ساتھ کچھ فنگس (Fungus) لگی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض بیجوں کے ساتھ کچھ بیماریاں لگی ہوتی ہیں۔ پس بیجوں کی تلاش کے بعد جو بیج میسر آئیں ان پر بھی محنت کرنی پڑتی ہے اور ان کو ہر

اس بدی سے پاک کرنا پڑتا ہے جو بعد میں نشوونما کے وقت مزید سر اٹھا جائے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کو یادرکھیں اور اس کو نومبائعین کو بتائیں اور سمجھائیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو ایک دفعہ آپ کریں گے تو جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے برکت پیدا ہوتی ہے۔ پس بیعت کنندہ کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ دیکھو تم نے توبہ کی ہے، کس کس چیز سے توبہ کی ہے ہمیں نہ بتاؤ مگر خود تو سوچو، خود سمجھو اور احساسِ بیدار کے ساتھ جو بدیاں تھیں ان سے توبہ کرو ورنہ بیعت کا کوئی معنی نہیں ورنہ بیعت کے اندر وہ بدیاں داخل ہو کر اسی طرح نشوونما پاتی رہیں گی۔

''اگر ساتھ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی شرط لگالے تو ترقی ہوتی ہے مگر یہ مقدم رکھنا تمہارے اختیار میں نہیں''۔

فرمایا توبہ کے ساتھ ایک اور عہد بھی وہ کرے جو بیعت میں کرتا تو ہے لیکن باشعور طور پر یہ احساس زندہ رکھتے ہوئے کہ میں نے آئندہ دینی کاموں کو دنیاوی کاموں پر ترجیح دینی ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو اس وقت گہرے طور پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ ہر بیعت کنندہ کی پرورش ان باتوں کے ساتھ اگر چلے تو ایک عہد بیعت کے دوران ہی اس کو ساری زندگی کا ذخیرہ مل جائے گا ساری زندگی کا زادِ راہ ہاتھ آجائے گا۔ پس آغاز کیسا ہو یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام توجہ دلا رہے ہیں۔ اس رنگ میں بیعتیں کرنی چاہئیں اس رنگ میں بیعتیں کروانی چاہئیں کہ ہر شخص کو یہ چیزیں نئی محسوس ہوں محض الفاظ نہ دہرائے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا بلکہ اس کے ذہن نشین کرو کہ دیکھو تم نے کچھ بدلنا ہے پہلے تم دنیا کو دین پر مقدم رکھا کرتے تھے اب تمہیں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں یہ تمہارے بس کی بات نہیں اور یہ بات ساری جماعت پر اطلاق پا رہی ہے ہم میں سے کسی کے بس کی بات نہیں۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا ایک بہت بڑا عہد ہے جو ہم کرتے ہیں مگر اکثر صورتوں میں جب حالات تقاضا کریں کہ اب دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھاؤ تو اکثر ہم میں سے ناکام رہتے ہیں۔ پس اس بیماری کی جڑھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دکھا دی ہے کہ اس کا علاج ہونا ضروری ہے اگر نہیں کرو گے تو یہ توبہ بھی بے کار اور یہ تخم ریزی بھی بے فائدہ۔ فرماتے ہیں:

''تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ امدادِ الٰہی کی سخت ضرورت ہے''۔

یہ وہ موقع ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی سخت ضرورت ہے ”جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کہ وہ لوگ جو ہمارے بارے میں اور ہماری راہ میں سفر کرتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں یعنی بالا رادہ کوشش کر کے ہم سے تعلق بڑھانا چاہتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم ہی ہیں جو اپنی راہوں کی طرف ان کی راہنمائی کرتے اور اپنی راہوں پر ہاتھ پکڑ کے ان کو چلاتے ہیں۔

پس جب ہر تان اس بات پر ٹوٹی کہ اگر ہم نے جہاد کیا تو جہاد کی کامیابی اللہ کے منشاء پر مبنی ہے اور اس کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے تو پھر یہ سفر ایک کامیاب سفر ہوگا۔اس ضمن میں یاد رکھیں جَاهَدُوْا ایک مرکزی نقطہ ہے اس میں۔اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نصیحتیں فرمائی ہیں وہ جَاهَدُوْا کے متعلق تھیں۔تم اس طرح بیج کو پاک صاف کرو، اس طرح اس کو گاڑو، اس کی نگہداشت کرو، شیطان سے بچانے کی کوشش کرو یہ سب جَاهَدُوْا فِيْنَا کی باتیں ہیں۔اگر تم یہ جاھد کا مضمون اپنی ذات میں اور اپنے ماحول میں جاری کرو گے تو پھر لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا مضمون شروع ہوگا اور اگر یہ نہیں ہوگا تو لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کا مضمون بھی اطلاق نہیں پائے گا۔فرماتے ہیں کہ:

> ”جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں جس طرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آب پاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے، دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر تو فضل الٰہی وارد نہیں ہوگا اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے“۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ:173، 174)

یہ ایک روزمرہ کی حقیقت ہے اور اس میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ نومبائعین کی نصیحت کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کو بھی ایک نصیحت کرتے چلے جا رہے ہیں گویا وہ بھی نیا بیعت کنندہ بن گیا۔ہر احمدی نے بھی گویا پھر سے بیعت کی ہے اور یہ بیعت توبہ ہے جس کی تشریح حضرت اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے الفاظ میں فرمائی ہے کہ ہر روز باشعور طور پر یہ دیکھنا چاہئے۔

اب دیکھیں ہر روز دیکھنا چاہئے ، یہ نگہداشت کا حصہ ہے۔آپ میں سے وہ جو زمیندار ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ ہر روز اپنی کھیتی کو دیکھتا ہے،اس کی مختلف حالتوں کو دیکھتا ہے،مختلف شیطانی بیماریاں جو اس کو لگ جاتی ہیں ان کو دیکھتا ہے۔زمیندار کھیتوں میں پھرتا ہے تو کچھ نوچ کے پھینک دیتا ہے،کہیں نیچے جھک کر جڑی بوٹی کو اکھیڑتا ہے۔ایک بہت ہی خاموش مضمون ہے جو آپ کو دور سے دکھائی دینے میں یوں لگے گا جیسے کوئی محنت نہیں ہے حالانکہ زمیندار جانتا ہے اور میں یہ جو کہہ رہا ہوں میں اپنے ذاتی تجربے سے کہہ رہا ہوں۔میں نے زمینداری اس طرح کی ہے جس طرح ایک کسان اپنے کھیت کی پرورش کرتا ہے اس طرح میری عادت تھی کہ جب بھی مجھے موقع ملا میں کھیتوں میں جا کر خود کام کرتا تھا کیونکہ میرے کام کرنے کے بغیر وہ جھنگ کے جو عوام ہیں وہ کام کر ہی نہیں سکتے جب تک مالک ان کو کر کے نہ دکھائے اور ان کو یہ فکر لاحق نہ ہو کہ دیکھ لے گا۔اس طرح وہ کام نہیں کر سکتے۔تو اس مجبوری کی وجہ سے اور کچھ عادتاً کچھ اس سے مجھے دلچسپی بھی تھی۔ میں نے اسی طرح کھیتوں کی آبیاری کی ہے خود پانی لگائے ہیں،نکے باندھے ہیں ان کی جڑی بوٹیوں کو اکھیڑ اکھیڑ کر پھینکا ہے۔جب مونجی لگائی جارہی ہوتی تھی تو ساتھ ان کے پودے پکڑ کر جھک جھک کر لگا کر دکھاتا تھا کہ اتنے اتنے فاصلے پر لگنے چاہئیں۔اگرچہ اتنی طاقت نہیں تھی جتنی وہاں کی بعض قوموں میں ہے کہ وہ بار بار جھک کر مونجی لگاتے ہیں مگر اتنا کرنے میں بھی کمر دوہری ہو جایا کرتی تھی اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ مجھے پتا لگ جاتا تھا کہ یہ مزدور محنت کش کتنی مصیبت اٹھاتے ہیں۔آپ کے لئے چند پیسوں کے لئے کتنی بار باران کو مصیبت کرنی پڑتی ہے۔اس لئے جہاں ایک طرف ان کے لئے راہنمائی بنتی تھی دوسرے میرے دل میں ان کے لئے نرمی پیدا ہوتی تھی،ان کو ان کے اجر سے زیادہ دینے کی خواہش پیدا ہوتی تھی۔تو اس طرح زمیندارہ جس نے کیا ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ دین کا کام بھی زمیندارہ ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام حارث رکھا گیا اور آپ کی مثال بھی قرآن کریم نے ایک کھیتی سے دی ہے۔

یہ سارا مضمون بعینہٖ آپ پر اطلاق پا رہا ہے یعنی جماعت احمدیہ پر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپ کو سکھا رہے ہیں اس کے ساتھ چلتے ہوئے میں بھی آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کو خود ساتھ ساتھ محنت کرنی ہوگی۔نو مبائعین خود نہیں جانتے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔انہیں کچھ قدم آگے

چل کر بتانا ہوگا کہ یہ بھی کرو، یہ بھی کرو، اپنے نفس کا خیال رکھو اور یہ ممکن نہیں اگر آپ اپنے نفس کا خیال نہ رکھیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے۔ اب یہ صرف دعا کرنا جو مضمون ہے یہ بھی ہمارے ان دھوکوں میں شامل ہے جن میں بہت سے لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعضوں سے پوچھے کوئی کیوں جی آپ کے کوئی پھل نہیں لگے کچھ لوگ آئے تھے ضائع ہوگئے، کہ جی ہمارا کام تو دعا کرنا ہے بس۔ دعا ہم نے کر دی آگے اللہ کا کام۔ یہ اللہ میاں کی غلطی ہے جو اس نے ہماری دعا کو اپنے بندوں کے حق میں قبول نہیں کیا۔ حالانکہ دعا کرنے والے کا دھوکہ ہے۔

اگر محنت کے ساتھ دعا نہ ہو اور دعا کے ساتھ محنت نہ ہو تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا اور کچھ بھی آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

”اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور قلبہ رانی کرتا ہے یہ تو ضرور زیادہ کامیاب ہوگا دوسرا کسان محنت نہیں کرتا یا کم کرتا ہے اس کی پیداوار ہمیشہ ناقص رہے گی جس سے وہ شاید سرکاری محصول بھی ادا نہ کر سکے“۔

جو سرکاری محصول والا ہے معاملہ یہ ہمیں اپنی بخشش کے لئے کچھ خرچ کرنا پڑے گا اور وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ:4) میں جو کچھ ہم بدنی یا ذہنی یا دلی قربانیوں کے ذریعے یا مالی قربانیوں کے ذریعے خرچ کرتے ہیں یہ سرکاری محصول ہے جس کے بغیر دین بنتا ہی کچھ نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اصطلاحیں بھی وہ استعمال فرما رہے ہیں جو اسلامی اصطلاحوں کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔

”اور وہ ہمیشہ مفلس رہے گا۔ اسی طرح دینی کام بھی ہیں انہی میں منافق“۔ (یعنی دینی کاموں میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ان میں ہر قسم کے پودے ہیں۔) ”انہی میں منافق، انہی میں نکمے، انہی میں صالح، انہیں میں ابدال، غوث، قطب بنتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک درجہ پاتے ہیں اور بعض چالیس برس سے نماز پڑھتے ہیں مگر ہنوز روز اول میں ہیں“۔

یعنی بعض لوگ آپ دیکھیں گے چالیس برس تک وہ نمازیں پڑھتے چلے جا رہے ہیں لیکن نمازوں میں نہ دماغ ہے نہ جان ہے نہ دل ڈالا گیا۔ اس لئے پہلے دن کا سفر پہلے دن کا ہی رہا اور چالیس برس اکارت گئے وہیں کھڑے رہیں گے جہاں وہ کھڑے ہوئے تھے۔

''کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ تیس روزوں سے کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتے''۔

تیس روزے سب کی زندگی میں آتے ہیں روزے گزرے تو واپس پہلی بدیوں کی طرف لوٹتے ہوئے اطمینان کا اظہار کرتے ہیں کہ الحمدللہ بڑا اچھا رمضان کٹ گیا ایک سال کے لئے مصیبت سے نجات ہوئی اور اب ہم مزے سے وہ سب باتیں کریں گے جو پہلے کیا کرتے تھے۔

''بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور مدت کے نماز خواں ہیں مگر ہمیں امداد الٰہی نہیں ملتی''۔

کہتے ہیں ہم تو بڑے متقی ہیں خدا سے ڈرنے والے، نمازیں پڑھتے ہیں بڑی دیر سے پڑھ رہے ہیں مگر اللہ کی امداد نہیں ملتی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادت کرتے ہیں۔ وہ عبادت کرتے ہیں رسمی طور پر اسے پورا کرنے کے لئے اور دیکھا دیکھی۔ پس ترقی کا کبھی خیال نہیں، گناہوں کی جستجو بھی نہیں، سچی توبہ کی طلب بھی نہیں، پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں۔

یہ وہ مضمون ہے توبہ ہی کے تعلق میں جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اب اور آگے بڑھا دیا ہے کہ جو لوگ احمدیت میں داخل ہوں جن لوگوں نے، جس طرح آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کو سمجھا ہے خوب غور کر کے اپنے حالات پر، اپنی سابقہ زندگی پر نظر ڈالتے ہوئے قدم آگے بڑھایا ہے تو ان کو یہ دکھانا ضروری ہے کہ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا دین کا مقصد اللہ کی جستجو اور اللہ کی ذات میں سفر ہے اگر آپ کی نماز اس سفر میں آپ کی مدد نہیں تو وہ نماز بے کار ہے۔ پس محض نمازیں پڑھنے سے خوشی محسوس نہیں ہونی چاہئے۔ بہت سے ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں خود جرمنی میں بھی اس کی مثالیں ہیں، کہتے ہیں بچی تھی تو بڑی نمازی مگر یہ آفت پڑ گئی۔ وہ جو آفت پڑتی ہے وہ خالی نماز کی وجہ سے پڑا کرتی ہے۔ شیطان اچکتا ہے تو خالی نمازوں والوں کو اچکا کرتا ہے۔ ماں باپ تو یہی دیکھتے ہیں کہ بچی نے نمازیں پڑھ لیں لیکن یہ نہیں پتا کہ وہ کیسی نمازیں تھیں۔ کس قدر وہ

خالی تھیں کس قدر ان میں خلاء رہ گیا تھا جس پر شیطان حملہ آور ہوسکتا تھا۔ پس عبادتوں میں بھی خلاء ہوتے ہیں اور ان خلاؤں کو شیطان بھرتا ہے ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور وہاں اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔

پس یہ سارے مضامین وہ ہیں جو آغاز ہی میں سمجھانے والے ہیں۔ آپ بہت محنت کرتے ہیں تبلیغ میں اس میں کوئی شک نہیں لیکن وہ لمبی محنت اگر اس رنگ میں کریں جس رنگ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تو آپ کی محنت نئے آنے والے کی محنت میں منتقل ہو جائے گی۔ آپ نے جن جن باتوں کی نصیحت فرمائی ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان نصیحتوں کو آگے نو مبائعین میں منتقل کرنا اور ایسے رنگ میں منتقل کرنا کہ اپنی زندگی میں ایک انقلاب محسوس کرنے لگیں اور یہ احساس پیدا کریں کہ انہیں اب محنت کرنا ہوگی اور محنت خدا کے لئے کرنا ہوگی۔ محنت اس لئے کرنا ہوگی کہ وہ اللہ سے ملیں اور اللہ کی ذات کا سفر اگر کوئی شخص شروع کر دے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی اور نظام کی اس کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ان معنوں میں جن معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں اگر نو مبائع خدا کی ذات میں سفر کے ارادے سے قدم اٹھائے اور داخل ہو کر اس سفر کے حالات پر نظر رکھے اور دیکھے کہ وہ کس حد تک خدا کا قرب اختیار کر رہا ہے تو پھر ایسے شخص کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بسا اوقات ایسے شخص دوسروں کو سنبھالتے ہیں۔ میں نے کئی نو مبائعین دیکھے ہیں جو جماعت کی کاہلی اور سستی کی وجہ سے ٹھوکر نہیں کھاتے بلکہ جماعت کو ٹھوکروں سے بچانے والے بن جاتے ہیں۔ وہ آگے بڑھتے ہیں ان کو کہتے ہیں دیکھو ہم نے تو پالیا تم نے پا کے کیوں کھویا ہوا ہے تم سمجھتے ہو کہ تم نے پالیا مگر تم بالکل بے حاصل انسان ہو۔ دیکھو ہم خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں آ کر کیسی ترقی کر رہے ہیں یعنی ان معنوں میں نہ بھی کہیں تو ان کا ذہن کمزوروں کو سنبھالنے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہ جو پہلے نو مبائع تھے وہ مبائعین کی تربیت کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔

فرماتے ہیں:

> ’’سچی توبہ کی طلب ہی نہیں۔ پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں ایسے انسان بہائم سے کم نہیں‘‘۔ (ایسے انسان جانوروں سے کم نہیں) ’’ایسی نمازیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ویل لاتی ہیں‘‘۔ ویل کا مطلب ہے ہلاکت۔ پس

بظاہر اچھا کام کر رہے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن یہ نمازیں ویل لاتی ہیں۔

اس ویــل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشارہ ایک قرآنی آیت کی طرف ہے فرمایا: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ (الماعون: 5 تا 8) مصلیوں پر لعنت ہو۔ اب ہمارے ہاں تو مصلّی کام کرنے والوں کو کہتے ہیں ان پر لعنت نہیں ہے۔ ان پر لعنت ہے جو بظاہر خدا کا کام کرتے ہیں لیکن عملاً کام نہیں کر رہے۔ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ وہ لوگ جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبادت کے اس مضمون کو کھولا ہے کہ پہلے دن سے ہی نماز کو بھرنے کی طرف توجہ دو۔ اگر نماز نہیں بھرو گے تو یہ نماز تمہارے لئے ہلاکت کا موجب بن جائے گی۔ ہم نے ایسی ہری بھری فصلیں دیکھی ہیں جو بڑے زور سے اوپر اٹھتی ہیں اور لگتا یہ ہے کہ اب زمیندار کا گھر دانوں سے بھر جائے گا مگر وہ ساری کی ساری فصلیں کھڑی ہی رہتی ہیں جھکتی نہیں اس لئے کہ ان کے اندر دانہ نہیں پڑتا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ سفید دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پس یہ وہ فصلیں ہیں جو ویــل کی آواز لگاتی ہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۔ ایسی محنت کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہو کہ جن کو انجام کار اپنی محنت کا کوئی بھی ثمر ہاتھ نہ آئے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ”ویل لاتی ہیں۔ نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتھ ترقی لے آوے۔ پس رسم اور رسمی عبادت ٹھیک نہیں۔ ہماری جماعت بھی اگر بیج کا بیج ہی رہے گی تو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ جو ردی رہتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو بڑھاتا نہیں۔ پس تقویٰ عبادت اور ایمانی حالت میں ترقی کرو۔ یاد رکھو کہ نری بیعت اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کچھ بھی سودمند نہیں۔ اس دھوکے میں نہ رہو کہ ہم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے ہدایت بھی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اس کو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے“۔

پس بیعت کا نام دراصل ایک موت ہے اور بہت کم ہیں جو یہ سمجھتے ہیں۔ آپ ان کو کہیں یہ

نئی زندگی ہے وہ مان جائیں گے۔ مگر یہ نہیں پتا کہ پہلی زندگی پر موت آئے بغیر نئی زندگی مل نہیں سکتی۔ تو یہ چیزیں وہ ہیں جو سمجھانی چاہئیں اور نو مبائعین کے ذہن سے گزارنی چاہئیں کہ دیکھو بھئی تم نے جو قبول کیا ہے تو محض ہماری تعداد بڑھانے کی خاطر نہیں اپنی خاطر قبول کیا ہے تمہیں لازماً فائدہ پہنچنا چاہئے۔ اگر تمہیں فائدہ نہ پہنچا تو تم ایک خالی بیج کی طرح رفتہ رفتہ گل سڑ جاؤ گے اور تمہاری محنتوں کو کچھ بھی پھل نہیں لگے گا سوائے اس کے کہ غیر تم پر لعنت ڈالیں تم نے کیا مصیبت سہیڑ لی، کیا بن بیٹھے ہو۔ یہ غیر کی لعنتیں بھی اسی شیطانی کارروائی کا حصہ ہیں کہ وہ ہر آنے والے کے اوپر لعنت ڈالتا ہے اور آپ میں سے اکثر کو علم نہیں کہ ان بے چاروں کو کتنی کتنی مصیبتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

اب وہ لوگ جو غیر کی لعنت کا شکار ہوں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے محبت اور رحمت کے پیغام ان کو نہ ملیں، اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو اپنائیت کا ثبوت مہیا نہ ہو تو غیر کی لعنتیں برداشت نہیں کر سکیں گے۔ بہت سے ایسے میں نے دیکھے ہیں جو ایک رستے سے آئے اور دوسرے رستے سے چلے گئے۔ اس میں ایک محض ان کا اپنا قصور نہیں بلکہ ان کا ماحول ان پر بہت سختی کرتا ہے اور بہت طریقوں سے ان کو نظام جماعت سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک دفعہ وہ جماعت سے ہٹ جائیں پھر خواہ خود شیطان ہو جائیں ہر قسم کی بدیوں میں مبتلا ہوں دہریہ ہوں جو مرضی ہو جائیں پھر شیطان کو ان میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ یہ ایک ایسا یقینی احمدیت کے حق میں ثبوت ہے کہ دنیا کے پردے پر آپ کو سوائے احمدیت کے کسی اور جگہ دکھائی نہیں دے گا۔

یہ کیا وجہ ہے کہ کوئی احمدی ہو یا کوئی قوم احمدیت کی طرف توجہ دے تو سعودی عرب میں آگ لگ جاتی ہے یا کویت جلنے لگتا ہے لیکن سارا عالم اسلام خدا تعالیٰ کی طرف پیٹھ پھیر جائے، ہر قسم کی بدیوں میں ملوث ہو، بددیانت ہو جائے، بدکار ہو جائے، ہر قسم کی گندگی اس میں آ جائے ان کو ذرہ بھی اس بات کی پرواہ نہیں، نہ اس کی اطلاع ہو گی نہ اس کی فکر ہو گی بلکہ اپنے آرام سے وہ جیسی عیش و عشرت کی نیندیں سوتے تھے ویسی سوتے رہیں گے۔ آگ لگتی ہے تو محض کسی کے سچائی کو قبول کرنے پر لگا کرتی ہے ورنہ دوسری قومیں کسی کے متعلق کچھ پرواہ نہیں کیا کرتیں۔ وہ کیا ہو گئے ہیں، پہلے کیا تھے اب کیا ہوئے۔ یہ ایک ایسا قانون قدرت ہے جو نبوت کے ساتھ لگا ہوا ہے اگر آپ کے ہاتھ میں کوئی اور دلیل نہ ہو تو دشمن کا منہ بند کرنے کے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے۔ تم دکھاؤ دنیا میں کون لوگ ہیں

جو اپنا مذہب بدلیں تو کسی اور کو فکر پیدا ہو۔ کون لوگ ہیں جو بدکار ہوں تو کسی اور کو فکر پیدا ہو۔ سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی دنیا کی جماعت ایسی نہیں ہے جس میں جب لوگ داخل ہونا شروع کریں تو امیر ملکوں کی سلطنتوں کے کنگرے ہلنے لگتے ہیں اور اس سے پہلے ان کو پتا بھی نہیں تھا کہ کس قسم کے لوگ کہاں بس رہے تھے کس قسم کی شیطانیوں میں ملوث ہیں۔ اب یورپ میں بسنے والے جتنے مسلمان ہیں ان میں سے اکثر کے حالات آپ جانتے ہیں شراب نوشی میں مگن، جوا بازی ان کا عام ایک پیشہ بن چکا ہے۔ ہر قسم کی بدیاں جائز ہیں اور کوئی بھی پرواہ نہیں وہ جتنا چاہیں کریں خواہ وہ پاکستانی ہوں، خواہ وہ سعودین ہوں، خواہ وہ کویتی ہوں، خواہ وہ ایرانی ہوں کوئی مجھے بتائے تو سہی کہ کیا کبھی ان کی ان بدیوں کی وجہ سے سعودی عرب میں ارتعاش پیدا ہوا، کیا کبھی ان کی ان بدیوں کی وجہ سے پاکستان میں ارتعاش پیدا ہوا، کیا کبھی ایران میں ارتعاش پیدا ہوا؟ ان کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں۔ جہنم میں جائیں جو چاہیں کریں مگر احمدی نہ ہوں۔

پس خدا کی راہ کے سوا آگ نہیں لگتی۔ اسی لئے قرآن کریم نے جماعت احمدیہ کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح :30) ان کی پہچان یہ ہوگی، ان کی سچائی کی علامت یہ ہوگی کہ جب وہ نشوونما پائیں گے اور ضرور نشوونما پائیں گے تو پھر کفار کو آگ لگ جائے گی اس سے۔ غیظ و غضب میں وہ جلائے جائیں گے لیکن یاد رکھیں کہ غیظ و غضب تو ضرور ہوگا اگر آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت کے مطابق خدا کی خاطر کر رہے ہوں گے اور خدا کی طرف بڑھنے والے ہوں گے تو ان کا غیظ و غضب آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ناممکن ہے کہ آپ کی ترقی کو یہ روک سکیں۔ کہاں یہ ترقی روک سکے ہیں کوئی ایک ملک دکھاؤ جہاں ان کی بدکرداریوں اور جھوٹے شیطانی پراپیگنڈے کے نتیجے میں جماعت کی ترقی کے قدم رک گئے ہوں۔

غوغا ضرور ہے، ایک شور ضرور مچاتے ہیں۔ چھاتیاں پیٹتے ہیں کہ یہ کیا ہوگیا۔ حکومتیں ارتعاش میں آجاتی ہیں۔ ان کی تجوریاں کھلتی ہیں، کچھ پیشہ ور پیسہ کمانے والے ان سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ خوب گھومتے ہیں اور خوب لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اس جماعت کی طرف نہ جانا مگر کیا کسی کا قدم روک سکے؟ کبھی بھی روک نہیں سکے۔ اس کی تو وہی مثال ہے جو حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی پوری اتری اور وہ آئندہ ہمیشہ کے لئے ایک مثال بن گئی۔ ایک

احمدی دوست بٹالے کے سٹیشن پہ اترے قادیان جانے والے تھے تو ایک ملاں دوڑ کر آیا اور ان کو کہا کہ کہاں جارہے ہو بڑا ظلم کررہے ہو جس جگہ جاؤ گے وہاں تمہارا ایمان لوٹا جائے گا، تمہارا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ انہوں نے چھّا ڈال لیا اس کو، پنجابی میں کہتے ہیں نا' جاپھا' اور اپنے ساتھی کو آواز دی کہ آؤ آؤ میں تمہیں شیطان دکھاؤں۔ یہ شیطان ہوتا ہے۔ اس کو صرف یہ تکلیف ہے کہ یہ لوگ نیکی کے لئے کیوں جارہے ہیں۔ وہ قحبہ خانوں میں جائیں، گندگیوں کی طرف دوڑیں، جہاں مرضی چلیں اس مولوی کو توفیق نہیں ملے گی کہ ان کو روکے۔ کثرت سے عیسائی ہوجائیں مجال ہے جو مولوی کو کوئی فکر لاحق ہو لیکن مسیح موعود علیہ السلام کی طرف جارہے ہیں تو کہتے ہیں دیکھو میں تمہیں پکڑ کے دکھاتا ہوں یہ شیطان تھا اور ساتھ ہی اس نے ایک بہت دلچسپ بات کہی۔ اس نے کہا مولوی! لوگوں کی جوتیاں گھس گئیں قادیان جاتے ہوئے، مرزا صاحب کے در پہ جاتے ہوئے، تمہاری جوتیاں گھس گئیں ان کو روکتے ہوئے لیکن تم نہیں روک سکے ان کو، نہ آئندہ کبھی روک سکو گے۔

یہ ہے خدا تعالیٰ کی عظمت کا نشان، اسی طرح دشمن کوشش کرتا ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا کی راہوں سے روکے اور صرف خدا کی راہوں سے روکتا ہے باقی راہوں کی اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔ یہ ایک کسوٹی ایسی ہے جس پر ہمیشہ صحیح جواب آئے گا۔ سوائے احمدیت کے دنیا کی کسی جماعت کی سچائی اس کسوٹی پہ سچی ثابت نہیں ہوسکتی۔ احمدی ہو تو دوسروں کو آگ لگے۔ شیطان ہوجاؤ، کافر ہوجاؤ، یہودی بن جاؤ، عیسائی ہوجاؤ جو چاہو کرو مجال ہے جو کسی کو کوئی فرق پڑے۔ تو اس جدوجہد کو جو لوگ آپ کے خلاف استعمال کررہے ہیں اپنے حق میں استعمال کرنا سیکھیں۔ دشمن کو یہ بتائیں اور آنے والوں کو بھی کہ دیکھو یہ سچائی ہوتی ہے۔ پوچھا کریں کہ کیوں جی آیا تھا کہ نہیں کوئی تمہارے پاس۔ وہ بتاتے ہیں اور کئی ایسے ہیں جو بعض دفعہ بغیر بتائے کھسک کے دور ہٹ جاتے ہیں یہ ان کی بدنصیبی ہے مگر پھر وہ جہاں مرضی چلے جائیں پھر ان کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ ایک دفعہ جماعت سے چھٹ جائیں پھر دوبارہ ان کے پاس کوئی بہکانے والا نہیں آئے گا، کوئی واپس دین کی طرف بلانے والا بھی نہیں آئے گا ان کا کام ختم ہو گیا جماعت سے الگ کردیا۔

پس اس دلیل کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اٹھائی ہے اسے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کے حق میں پیش کریں اور بتائیں کہ ان کی تکلیف کا موجب سوائے

ہدایت کے اور کوئی چیز نہیں۔ فرماتے ہیں:

> ”ہدایت بھی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر وارد کرتا ہے اس کو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ نے بھی اسی ابتدائی حالت کے واسطے فرمایا۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ (المائدہ:106)“ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر اپنے نفس کی ذمہ داری فرض کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے اَنْفُسَكُمْ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بعد کا سفر، دوسرے نفوس کی طرف توجہ، یہ بعد کی باتیں ہیں۔ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ)”یعنی پہلے اپنے آپ کو درست کرو اپنے امراض کو دور کرو دوسروں کی فکر مت کرو“۔

اب یہ جو فقرہ ہے ”دوسروں کی فکر مت کرو“ اس پر ٹھہر نا نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی سے دوسروں کے فکر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ زور دینا اس بات پر ہے کہ پہلے اپنے نفس کا فکر پھر دوسروں کے فکر۔ اگر اپنے نفس کا فکر نہیں تو دوسرے کے فکر کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ ”ہاں رات کو اپنے آپ کو درست کرو“ اب یہ جو فقرہ ہے کیسا عظیم ہے ”اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت کرو“ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری تحریریں قرآن وحدیث کی عارفانہ تفسیریں ہیں۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل:80) یہ اس کی تفسیر ہے۔

فرمایا فکر کرو تو دن کو اپنی درستیاں لوگوں کو نہ دکھاؤ۔ اگر اپنی فکر ہے تو اس وقت کرو جب خدا کے سوا تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ۔ تہجد اس جہاد کو کہتے ہیں جو کمزوریاں دور کرنے کا جہاد ہے اور ہر تہجد آپ کو دوسروں کے لئے دن کے وقت نصیحت کرنے کے لئے پہلے سے بہتر تیار کرتی ہے۔ کتنی اعلیٰ تعلیم ہے۔ فکر کرو مگر اس رنگ میں کہ رات کو اپنے آپ کو درست کرو اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت دیا کرو۔ لوگ دن کو درستیاں دکھاتے رہتے ہیں اور رات کو آرام سے سو جاتے ہیں۔ حالانکہ راتوں کا جاگنا اپنے نفس کی درستی کے لئے ضروری ہے کیونکہ خدا کے سوا ایسے انسان کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا اور اس وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ضروری ہے۔

تہجد کے متعلق میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بعض لوگ تہجد کو اپنی دنیاوی خواہشوں یا اپنے دوستوں کو اپنی دعائیں دکھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ واویلا مچا دیتے ہیں، روتے ہیں، پیٹتے ہیں اے خدا ہمیں یہ بھی دے، وہ بھی دے، فلاں دے، فلاں دے۔ اللہ تعالیٰ دے بھی دیتا ہوگا اس سے تو انکار نہیں۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ فَتَهَجَّدْ بِهٖ کا یہ معنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا ہے یہ نفس کی درستی کا معنی ہے۔ جب خدا کے حضور کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اپنے آپ کو ٹٹولا کریں۔ اپنے نفس کی باریک چھپی ہوئی بدیوں کو دیکھیں اور ان کے خلاف جہاد کریں۔ تہجد اس محنت کو کہتے ہیں جو انسان کے نفس کی حالت کو بہتر کرتا ہے۔

نَافِلَةً لَّكَ اسی لئے فرمایا عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ یہاں غیروں کی بات ہی نہیں ہو رہی۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری تہجد کی دعائیں قبول ہو کے تم لوگوں کی نظر میں ولی بن جاؤ گے اور لوگ تمہیں دعاؤں کے لئے کہا کریں گے۔ کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے خدا ان کی دعائیں قبول کرتا ہو۔ ہوسکتا ہے محض وہم ہو۔ مگر تہجد کا مقصد یہ نہیں ہے جس کے لئے وہ کھڑے ہوتے ہیں۔ تہجد کا مقصد یہ ہے کہ انسان تہجد پڑھنے والا خود مقام محمود تک جا پہنچے اور مقام محمود اس وقت نصیب ہوتا ہے جب بدیوں سے خالی ہو کر حمد سے پُر ہو۔ محمود کا مطلب ہی یہ ہے یعنی ممکن ہے کہ اگر تم تہجد صحیح طریقے سے ادا کرو اور اس پہ محنت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے اور تمہارا سفر خدا کی طرف شروع ہو جائے یہاں تک کہ تم مقام محمود تک پہنچو جس تک خدا پہنچائے گا۔

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ ایک معنی تو آنحضرت ﷺ کے لئے خاص ہے وہ میں پہلے کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کے ہر فرد پر اس معنی کو عام کر کے دکھا رہے ہیں۔ فرمایا راتوں کو اٹھو اور تہجد اپنی بدیوں سے پاک ہونے کے لئے کرو اور ہر بدی جو دور ہوگی یاد رکھو اللہ اس بدی کی بجائے اس کو حمد سے بھر دے گا اور جب خدا حمد سے بھرتا ہے اسے مقام محمود کہا جاتا ہے وہ مقام پھر دوسروں کو بھی دکھائی دیتا ہے اور وہ ایک سچا مقام ہے کیونکہ جس مقام کو خدا محمود سمجھے اور محمود دیکھے اگر دنیا بھی اس کو محمود سمجھے اور محمود دیکھے تو اس میں انسان کے لئے کوئی خطرہ نہیں کہ جسے خدا کی نظر اچھا قرار دے دے وہ محفوظ ہے اور امن میں آجاتا ہے۔

’’رات کو اپنے آپ کو درست کرو اور دن کو دوسروں کو بھی ہدایت کر دیا کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے گناہوں سے تمہیں مخلصی دے اور تمہاری کمزوریوں کو تم سے دور کرے اور اعمال صالحہ اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے۔ آمین‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ:173 تا 181)۔

پس یہ وہ نصیحت تھی جو میں نے آپ تک پہنچا دی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت سے زیادہ جماعت جرمنی کو اور کسی نصیحت کی ضرورت نہیں۔ اس کو حرز جان بنالیں، اس کا دامن پکڑ لیں، اسے عروہ وثقیٰ کی طرح تھام لیں اور جن باریکیوں کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نصیحت کا سفر مکمل کیا ہے آخری دعاؤں کے ساتھ اسی باریکی کے ساتھ آپ اس سفر پر روانہ ہوں اور ایک مقام پر نہ ٹھہریں بلکہ مقام محمود کی تلاش کریں۔ اس مقام محمود کی جو فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں بھی یہ مضمون پورا کرنے کی، یہ نصیحت پوری کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہمارے نومبائعین بھی بعینہٖ اسی سفر میں ہمارے ساتھ داخل ہو جائیں۔ اگر یہ ہو تو پھر آپ دیکھیں گے کہ جماعت جرمنی جن ترقیات کو دیکھ رہی ہے ان کو اوپر کی طرف نہیں بلکہ اوپر سے نیچے کی طرف دیکھے گی۔ جماعت جرمنی اس تیزی کے ساتھ مقام محمود میں بلندیوں کے سفر کرے گی کہ جن کو آج آپ ترقی کہہ رہے ہیں وہ آپ کو بہت نیچے کی منازل دکھائی دیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف کا سفر جو ہے وہ ہمیشہ ہر قدم پر پچھلی ترقیات کو چھوٹا اور معمولی دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین